OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴿International Journal of Islamic Thought﴾
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 2, July - December 2025 PP: 160-172

تفسیر مظہر القرآن کی روشنی میں تطفیف کی قرآنی معنویت: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Qur'anic Concept of Tatfif in the Light of Tafsir Mazhar al-Qur'an: An Anaylatical Study

Siddiq Akbar
Ph. D Scholar, Department of Islamic & Arabic Studies,
University of Swat
Email: siddiq698@gmail.com

Dr. Javed Khan (Corresponding Aothur)
Assistant Professor, Department of Islamic & Arabic Studies,
University of Swat
Email: javedkhan@uswat.edu.pk

Abstract

The Holy Qur'an does not seek to reform human beings through acts of worship alone; rather, it regulates the entirety of human life according to principles governing morality, transactions, social conduct, and human relationships. Just as prayer, fasting, and zakat are important in Islam, honesty, integrity, justice, truthfulness, fulfillment of covenants, and the rights of others (huquq al-'ibad) are likewise fundamental Islamic values. For this reason, the Holy Qur'an does not regard even a minor form of dishonesty in financial dealings as an insignificant matter; instead, it connects such conduct with accountability in the Hereafter. One such form of misconduct is tatfif (giving short measure or weight), which Allah Almighty has mentioned in Surah al-Mutaffifin. In this Surah, the Qur'an presents the character of a person who is extremely conscious of his own rights and is highly sensitive to any possibility of receiving less than what is due to him. However, when it comes to the rights of others, he acts carelessly. He neither fulfills the rights of others properly nor, when he does fulfill them, does so without reducing or diminishing what is due to them. Although this behavior is initially discussed in the context of trade, which is why the Qur'an mentions measurement and weighing, the Qur'anic injunctions concerning tatfif cannot be restricted solely to deficiencies in measures and weights. Rather, an effort should be made to apply their underlying principles to every sphere of life. From an ethical perspective, tatfif is rooted in a broader

CC BY

self-centered and selfish mentality, which ultimately gives rise to social corruption and disorder. Therefore, the need was felt to undertake a research-based study of this subject, and the researcher has conducted a brief investigation into it. Among the fundamental questions addressed in this paper are: What is tatfif? Is the scope of tatfif limited merely to reducing weights and measures, or does it also encompass a broader moral attitude? Furthermore, how does the mention of the fujjar (wicked/sinful people) after the mutaffifin (those who give short measure and weight), followed by the mention of the abrar (the righteous), present a comprehensive moral picture in Surah al-Mutaffifin? This paper seeks to provide research-based answers to these questions.

***Keywords**: Tatfif, Tafseer, weight, Measures.*

تعارف

سورۃ المطففین کا اغاز ایک نہایت سخت اور چونکا دینے والی وعید سے ہوتا ہے :﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾۔ بظاہر ان ایات کا تعلق ناپ تول میں کمی کرنے والے تاجروں سے ہے، لیکن سورت کے مجموعی نظم، ایات کے باہمی ربط اور قران کریم کے دوسرے مقامات پر عدل، امانت، وفائے عہد اور حقوق العباد سے متعلق تعلیمات کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ تطفیف محض تجارتی پیمانے میں کمی کا نام نہیں، بلکہ اس کے پیچھے ایک ایسا اخلاقی مزاج کارفرما ہے جس میں انسان اپنے لیے حقوق کی تکمیل چاہتا ہے، مگر دوسروں کے حقوق ادا کرتے وقت کوتاہی کرتا ہے۔

سورۃ المطففین میں مطففین کے بعد فجار اور پھر ان کے بالمقابل ابرار کا ذکر ایک بامعنی اخلاقی ترتیب کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ایک طرف وہ لوگ ہیں جو حقوق کی ادائیگی میں کمی کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جن کے اعمال میں نیکی، پاکیزگی، اخلاص اور اللہ تعالیٰ کا خوف نمایاں ہوتا ہے۔ اس مقالے میں تطفیف اور برّ کے اسی باہمی تعلق کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مزید براں، قران و سنت کی روشنی میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ انسانی زندگی کے مختلف شعبوں، مثلا تجارت، ملازمت، خاندانی زندگی، معاشرتی تعلقات، علمی گفتگو اور اجتماعی معاملات میں بھی تطفیف کی مختلف صورتیں پیدا ہوسکتی ہیں۔

تحقیق کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ قران کریم انسان کو صرف بازار کے ترازو کو درست کرنے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ اس کے اندر موجود اخلاقی ترازو کو بھی درست کرنا چاہتا ہے۔ جب انسان قیامت کے حساب پر یقین رکھتا ہے تو اس کے معاملات میں امانت، عدل، احسان اور دوسروں کے حقوق کی رعایت پیدا ہوتی ہے؛ اور جب اخرت کا احساس کمزور ہوجاتا ہے تو خود غرضی، خیانت اور حقوق تلفی جنم لیتی ہے۔

سورۃ المطففین کا تعارف اور مرکزی مضمون

سورۃ المطففین قران کریم کی تراسیویں سورت ہے اور اس میں چھتیس ایات ہیں۔ سورت کا اغاز معاشی معاملات میں خیانت کی مذمت سے ہوتا ہے، مگر اس کا اختتام ایمان، اخرت، مجرمین کے انجام اور اہل ایمان کے مقام کے ذکر پر ہوتا ہے۔

سورۃ المطففین اسی حقیقت کو نہایت مؤثر انداز میں سامنے لاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ اذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَاذَا كَالُوهُمْ او وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ﴾

ترجمہ: خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے، جو لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں، اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔[1]

سورتِ مطففین کے نزول کا پس منظر

صاحبِ تفسیر مظہر القران مفتی مظہر اللہ دہلویؒ[2] فرماتے ہیں[3] حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنن نسائی شریف میں ایک روایت منقول ہے۔ «لَمَّا قَدِمَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، فَكَانُوا مِنْ اخْبَثِ النَّاسِ كَيْلًا، فَانْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ {وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ}، فَحَسَّنُوا الْكَيْلَ بَعْدَ ذَلِكَ» کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے بعض لوگ خرید و فروخت میں ناپ تول کے معاملے میں کمی کیا کرتے تھے۔ یعنی دوسروں سے لیتے وقت پورا ناپ اور تول وصول کرتے، لیکن جب کسی کو دینے کی باری اتی تو اس میں کمی کر دیتے۔ یہ تجارتی بددیانتی معاشرے میں ایک قابلِ ذکر برائی کی صورت اختیار کر چکی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی امد کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس معاشرتی خرابی کی اصلاح کے لیے سورۃ المطففین کی ابتدائی ایات نازل فرمائیں، جن میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو سخت وعید سنائی گئی۔ چنانچہ قرانِ کریم نے فرمایا:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ اذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَاذَا كَالُوهُمْ اوْ وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ﴾[4]

یعنی ایسے لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جو دوسروں سے اپنا حق لیتے وقت پورا ناپ کر لیتے ہیں، لیکن جب دوسروں کو ناپ یا تول کر دیتے ہیں تو کمی کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ اہلِ مدینہ نے اس تنبیہ کے بعد اپنے ناپ تول کے معاملات درست کر لیے اور کمی بیشی کی اس برائی سے اجتناب شروع کر دیا۔[5]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے عبادات کے ساتھ ساتھ معاشی معاملات کی اصلاح کو بھی بنیادی اہمیت دی ہے۔ ناپ تول میں خیانت محض تجارتی بے قاعدگی نہیں بلکہ حقوق العباد سے متعلق سنگین گناہ ہے۔

سورت کا اغاز: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ سے ہوتا ہے اور پھر فرمایا:

﴿الَا يَظُنُّ اولَٰئِكَ انَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾[6]

ترجمہ: کیا یہ لوگ گمان نہیں کرتے کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟ ایک بڑے دن کے لیے، جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے

ان ایات سے واضح ہوتا ہے کہ قران کریم نے ناپ تول کی خیانت کا علاج صرف قانونی سزا یا

معاشی نگرانی میں نہیں دیکھا بلکہ عقیدۂ اخرت کو اس اصلاح کی بنیاد قرار دیا ہے۔

تطفیف کا لغوی مفہوم

لفظ تطفیف عربی مادہ ط ف ف سے مشتق ہے۔ لغت میں اس کے بنیادی مفاہیم کسی چیز کے کنارے، تھوڑے حصے یا معمولی کمی سے متعلق ہیں۔ اسی سے طفیف یعنی معمولی مقدار پیدا ہوئی۔

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ التَّطْفِیف اس چیز کو کہا جاتا ہے جو تھوڑی اور معمولی ہو۔[7]

امام قرطبیؒ رحمہ اللہ نے المطففین کی تفسیر کرتے ہوئے ناپ تول میں کمی کرنے والے لوگوں کو مراد قرار دیا ہے۔[8]

اسی طرح مفسرین نے ایات کے ظاہری مفہوم میں ایسے لوگوں کو شامل کیا ہے جو لوگوں سے چیز لیتے وقت اپنا حق مکمل وصول کرتے ہیں لیکن دیتے وقت کمی کرتے ہیں۔

یہاں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ قران نے صرف" کمی کرنے "کا ذکر نہیں کیا بلکہ اپنے لیے مکمل اور دوسروں کے لیے ناقص معیار کو نمایاں کیا ہے۔

قران کا اخلاقی ترازو

سورۃ المطففین کی ایات کا ایک بنیادی اخلاقی پہلو یہ ہے کہ انسان کے پاس دو معیار نہیں ہونے چاہییں :ایک اپنے لیے اور دوسرا دوسروں کے لیے۔

مطفف کا مسئلہ صرف یہ نہیں کہ وہ ایک کلو کے بجائے نو سو گرام دیتا ہے۔ اصل خرابی یہ ہے کہ وہ اپنے لیے پورا کلو چاہتا ہے، لیکن دوسرے کے لیے نو سو گرام کو کافی سمجھتا ہے۔

یہی رویہ انسانی زندگی کے دیگر معاملات میں بھی پیدا ہوسکتا ہے۔

انسان اپنے لیے عزت چاہتا ہے لیکن دوسروں کو عزت نہیں دیتا۔

اپنے لیے معافی چاہتا ہے لیکن دوسروں کو معاف نہیں کرتا۔

اپنے عذر کو قبول کرتا ہے لیکن دوسرے کے عذر کو بہانہ قرار دیتا ہے۔

اپنی غلطی کو معمولی سمجھتا ہے لیکن دوسرے کی چھوٹی غلطی کو بڑا جرم قرار دیتا ہے۔

یہی وہ اخلاقی عدم توازن ہے جسے" انسانی ترازو "کی خرابی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

تاہم یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ تطفیف کا شرعی اور صریح مصداق ناپ تول میں کمی ہے؛ انسانی تعلقات میں اس کے مشابہ رویوں کو اس ایت کی براہ راست فقہی تفسیر کے بجائے ایک اخلاقی اور تدبری تطبیق کے طور پر بیان کرنا زیادہ محتاط اور علمی طریقہ ہے۔

تطفیف اور اخرت کا یقین

قران کریم نے مطففین کے کردار کے فورا بعد ایک بنیادی سوال اٹھایا:

﴿الَا یَظُنُّ اولٰٓئِكَ انَّهُم مَّبۡعُوۡثُوۡنَ﴾

"کیا یہ لوگ گمان نہیں کرتے کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملات کی اصلاح کا تعلق عقیدے سے بھی ہے۔

جس شخص کو یقین ہو کہ ایک دن اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے، وہ اپنے معاملات میں زیادہ محتاط ہوگا۔ اس کے نزدیک وہ چیز بھی اہم ہوگی جسے دنیا کے قانون کی نظر میں شاید کوئی نہ دیکھ سکے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا[9] "جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ "

یہ حدیث تجارتی دیانت کے باب میں بنیادی اصول فراہم کرتی ہے۔ دھوکا دہی صرف مالی نقصان نہیں بلکہ اسلامی اخوت اور اخلاقی امانت کے خلاف بھی ہے۔

ناپ تول میں کمی :قران کا صریح حکم

قران کریم نے متعدد مقامات پر ناپ تول میں عدل کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاوْفُوا الْكَيْلَ اذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ﴾[10]

"اور جب ناپو تو پیمانہ پورا رکھو اور سیدھی ترازو سے تولو۔ "

اسی طرح فرمایا:

﴿وَاوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ﴾[11]

"اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پورا کرو۔ "

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ الَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۝ وَاقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ﴾[12]

"اور اسمان کو اس نے بلند کیا اور میزان قائم کی، تاکہ تم میزان میں زیادتی نہ کرو، اور انصاف کے ساتھ وزن قائم کرو اور تول میں کمی نہ کرو۔ "

ان ایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا معاشی نظام عدل و امانت پر قائم ہے۔

مطففین، فجار اور ابرار کا باہمی ربط

سورۃ المطففین کی ایک نہایت اہم خصوصیت یہ ہے کہ تطفیف کے ذکر کے بعد سورت فرماتی ہے:

﴿كَلَّا انَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ﴾[13]

"ہرگز نہیں، بے شک بدکاروں کا نامۂ اعمال سجین میں ہے۔ "

پھر بعد میں اہل نیکی کا ذکر ہوتا ہے:

﴿كَلَّا انَّ كِتَابَ الْابْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ﴾[14]

"ہرگز نہیں، بے شک نیک لوگوں کا نامۂ اعمال علیین میں ہے۔ "

یہاں سے ایک واضح اخلاقی تقابل سامنے اتا ہے:

مطففین ← فجار ← سجین۔اور۔ابرار ← علیین ← بلندی

اگرچہ ہر مطفف کے بارے میں یہ کہنا درست نہیں کہ وہ لازما تمام معنوں میں" فاجر "ہے، لیکن سورت کا سیاق یہ ضرور بتاتا ہے کہ حقوق میں خیانت انسان کو فسق و فجور کے اخلاقی راستے کی طرف لے جاتی ہے، جبکہ امانت، پاکیزگی اور نیکی انسان کو رفعت کی طرف لے جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی تجارتی دیانت

رسول اللہ ﷺ نے تجارت اور معاملات میں سچائی اور امانت کو نہایت اہم قرار دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَانْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَانْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا[15]

"خریداراورفروخت کنندہ جدا ہونے تک اختیار رکھتے ہیں؛ اگر دونوں سچ بولیں اور حقیقت واضح کریں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت دی جاتی ہے، اور اگر جھوٹ بولیں اور بات چھپائیں تو ان کی تجارت کی برکت مٹا دی جاتی ہے۔ "

اس حدیث میں تجارت کے اندر صرف قانونی صحت کو کافی قرار نہیں دیا گیا بلکہ صدق، بیان اور برکت کو بھی بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔

بازار میں نبی ﷺ کا عملی نمونہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غلے کے ڈھیر کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو انگلیوں کو نمی محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟

اس نے عرض کیا :اللہ کے رسول !بارش سے بھیگ گیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

افَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ؟ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي

"تم نے اسے غلے کے اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے؟ جس نے دھوکا دیا وہ مجھ سے نہیں۔ "[16]

یہ واقعہ تجارتی معاملات میں شفافیت کی عظیم مثال ہے۔

تطفیف کی جدید صورتیں

اگرچہ قران کی مذکورہ ایات کا صریح موضوع ناپ تول میں کمی ہے، لیکن ان کی اخلاقی تعلیمات سے جدید زندگی میں بہت سے اسباق اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

1:ملازم اور کام کی ذمہ داری

ایک ملازم اگر مکمل تنخواہ کا مطالبہ کرتا ہے لیکن کام کے اوقات اور ذمہ داری پوری نہیں کرتا تو اس کے عمل میں خیانت اور عدمِ امانت کا عنصر پیدا ہوجاتا ہے۔

اسلامی اصول یہ ہے کہ اجرت اور محنت دونوں میں انصاف ہونا چاہیے۔

2: اجر اور مزدور

جس طرح ملازم پر کام کی ذمہ داری ہے، اسی طرح مالک پر مزدور کا حق ادا کرنا لازم ہے۔

قران کریم فرماتا ہے:

﴿انَّ اللَّهَ يَامُرُكُمْ ان تُؤَدُّوا الْامَانَاتِ الَىٰ اهْلِهَا وَاذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ ان تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾[17]

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ "

3: خاندانی زندگی

میاں بیوی دونوں کے حقوق ہیں۔ قران کریم نے فرمایا:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾[18]

"اور عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے کے مطابق ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر ذمہ داریاں ہیں۔"

اس ایت سے خاندانی زندگی میں باہمی حقوق اور ذمہ داری کا اصول سامنے اتا ہے۔

4: علمی زندگی

علمی دیانت بھی ایک قسم کی امانت ہے۔ محقق اگر کسی دوسرے مصنف کی فکر، عبارت یا تحقیق سے استفادہ کرے تو مناسب حوالہ دینا علمی امانت کا تقاضا ہے۔

یہاں بھی بنیادی اصول وہی ہے : جو حق دوسرے کا ہے، اسے اسی کی طرف منسوب کیا جائے۔

5: معاشرتی رویے

انسان اکثر اپنے لیے نرم معیار اور دوسروں کے لیے سخت معیار اختیار کرتا ہے۔ اپنی غلطی کے لیے عذر تلاش کرتا ہے اور دوسرے کی غلطی کو جرم قرار دیتا ہے۔

یہ رویہ اگرچہ ناپ تول میں کمی کی فقہی تعریف میں شامل نہیں، لیکن اخلاقی اعتبار سے دوہرے معیار کی ایک صورت ضرور ہے۔

تطفیف کا اصل محرک : خود غرضی

مطفف کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنے فائدے کو مرکز بناتا ہے۔

اسے اپنے نقصان کا احساس ہوتا ہے، مگر دوسرے کے نقصان کا احساس کم ہوجاتا ہے۔

قران کریم انسان کو اس خود غرضی سے نکال کر عدل اور احسان کی طرف لے جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿انَّ اللَّهَ يَامُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاحْسَانِ﴾[19]

"بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔ "

عدل یہ ہے کہ انسان دوسروں کا حق ادا کرے، جبکہ احسان یہ ہے کہ وہ حق سے اگے بڑھ کر بھلائی کرے۔

اسی لیے اسلامی اخلاقیات میں صرف یہ کافی نہیں کہ انسان دوسروں پر ظلم نہ کرے بلکہ اسے حتی الامکان خیر اور احسان کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

تطفیف کے مقابلے میں برّ

اگر تطفیف کا مرکزی مسئلہ یہ ہے کہ انسان اپنے لیے زیادہ اور دوسروں کے لیے کم چاہتا ہے تو برّ کا مزاج اس کے برعکس ہے۔

برّ انسان کو یہ سکھاتا ہے کہ:

- دوسروں کا حق ادا کیا جائے۔
- وعدہ پورا کیا جائے۔
- امانت میں خیانت نہ کی جائے۔
- کمزور کا حق نہ دبایا جائے۔
- مالی معاملات میں دیانت اختیار کی جائے۔
- اختلاف میں بھی انصاف کیا جائے۔
- قدرت کے باوجود معافی اختیار کی جائے۔
- اپنی پسندیدہ چیز میں سے بھی اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔

اس اعتبار سے برّ ایک ایسا جامع اخلاقی رویہ ہے جو انسان کو خود غرضی کے بجائے ذمہ داری اور ایثار کی طرف لے جاتا ہے۔

قران کا اخلاقی ترازو صرف برابری تک محدود نہیں بلکہ خیر، رحمت اور احسان کی طرف بھی رہنمائی کرتا ہے۔

حقوق العباد اور اخرت

اسلامی تعلیمات میں حقوق العباد کی اہمیت اس لیے زیادہ ہے کہ ان کا تعلق براہ راست دوسرے انسانوں کے ساتھ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اتَدْرُونَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو نہ مال۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا حقیقی مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوۃ لے کر ائے، لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہو، کسی پر تہمت لگائی ہو، کسی کا مال کھایا ہو، کسی کو مارا ہو یا

کسی پر ظلم کیا ہو؛ پھر اس کی نیکیاں مظلوموں میں تقسیم کردی جائیں گی۔[20]

یہ حدیث سورۃ المطففین کے بنیادی پیغام کو مزید وسیع تناظر فراہم کرتی ہے :انسان اپنے اعمال کے ساتھ ساتھ لوگوں کے حقوق کے بارے میں بھی جواب دہ ہے۔

انسانی ترازو کی اصلاح کیسے ہو؟

سورۃ المطففین کی روشنی میں انسانی اخلاقی ترازو کو درست کرنے کے لیے چند اصول ضروری ہیں:

اول :اخرت کا یقین

انسان کو یہ یقین زندہ رکھنا چاہیے کہ ہر حق اور ہر ظلم کا حساب ہوگا۔

دوم :اپنا معیار دوسروں پر بھی نافذ کرنا

جو چیز انسان اپنے لیے پسند کرتا ہے، وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ احَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِاخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ[21]

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ "

یہ حدیث انسانی ترازو کی اصلاح کا ایک جامع اصول پیش کرتی ہے۔

سوم :حقوق کی ادائیگی

اسلام صرف اپنے حقوق کے مطالبے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کا بھی حکم دیتا ہے۔

چہارم :احسان

جہاں ممکن ہو، صرف حق ادا کرنے پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ خیر، نرمی اور احسان کا رویہ اختیار کیا جائے۔

پنجم :خود احتسابی

انسان روزانہ اپنے معاملات کا جائزہ لے کہ کہیں وہ دوسروں کے لیے ایسا معیار تو نہیں رکھ رہا جو اپنے لیے قبول نہیں کرتا۔

گناہوں کی اثرات اور توبہ واستغفار کے فوائد:

مفتی مظہر اللہ دہلوی تفسیر مظہر القران میں ترمذی شریف کی اس روایت کو ذکر فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ» یعنی اس روایت کو "حَسَنٌ صَحِيحٌ" قرار دیا ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے «انَّ العَبْدَ اذَا اخْطَا خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَاذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ، وَانْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ: {كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ}»[22] کہ رسول اللہ ﷺ نے انسان کے دل پر گناہ کے اثرات کو نہایت مؤثر انداز میں بیان فرمایا۔ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ثبت ہو جاتا

ہے۔ اگر وہ اپنے گناہ پر نادم ہو کر اسے چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور سچے دل سے توبہ کر لے تو اس کے دل کی وہ سیاہی دور کر دی جاتی ہے اور دل دوبارہ پاکیزگی کی طرف لوٹ اتا ہے۔ لیکن اگر انسان گناہ کے بعد توبہ کرنے کے بجائے مسلسل گناہوں میں مبتلا ہوتا رہے تو ہر گناہ کے ساتھ دل پر مزید سیاہی چڑھتی جاتی ہے۔ بالاخر یہ کیفیت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ دل گناہوں کے اثر سے ڈھک جاتا ہے۔ یہی وہ حالت ہے جسے قرانِ کریم نے "رَان" سے تعبیر کیا ہے۔[23]

یعنی گناہ انسان کے باطن پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ابتدا میں ایک گناہ دل پر معمولی سا اثر ڈالتا ہے، مگر اگر انسان اس کا علاج توبہ و استغفار سے نہ کرے تو گناہوں کا یہ اثر مسلسل بڑھتا رہتا ہے۔ اس کے برعکس سچی توبہ، استغفار اور گناہ کو ترک کرنا دل کی اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے۔

اس حدیث سے ایک نہایت اہم تربیتی اصول سامنے اتا ہے کہ گناہ صرف اخرت میں سزا کا سبب نہیں بنتا بلکہ دنیا ہی میں انسان کے دل اور باطن کو متاثر کرتا ہے۔ اسی لیے شریعت نے گناہ کے فوراً بعد توبہ اور استغفار کی ترغیب دی ہے۔ جب انسان لغزش کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو دل کی الودگی دور ہونے کا راستہ کھل جاتا ہے، لیکن گناہ پر اصرار دل کو رفتہ رفتہ حق قبول کرنے سے محروم کر دیتا ہے۔

عصر حاضر میں سورۃ المطففین کا پیغام

آج دنیا میں تجارت کے طریقے بدل گئے ہیں، پیمانے بدل گئے ہیں، مارکیٹنگ کے ذرائع تبدیل ہوگئے ہیں، لیکن انسان کی نفسیات بڑی حد تک وہی ہے۔

ماضی میں کمی ترازو میں ہوتی تھی؛ اج کبھی معیار، مقدار، معلومات، وقت، خدمت اور وعدے میں بھی کمی ہوسکتی ہے۔

ایک تاجر ناقص چیز کو عمدہ ظاہر کرکے فروخت کرتا ہے تو یہ دھوکا ہے۔

ایک ادارہ ملازم سے مکمل وقت کا مطالبہ کرتا ہے مگر اس کی اجرت یا حقوق میں کمی کرتا ہے تو یہ ناانصافی ہے۔

ایک شخص اپنے لیے عزت چاہتا ہے لیکن دوسروں کی عزت پامال کرتا ہے تو یہ اخلاقی عدم توازن ہے۔

ایک شخص اپنے لیے معافی چاہتا ہے مگر دوسروں کو معاف نہیں کرتا تو اس کا معیار یک طرفہ ہے۔

ایک عالم یا محقق دوسروں سے علمی امانت کا مطالبہ کرے مگر خود حوالہ دینے میں کوتاہی کرے تو اسے اپنے علمی معیار پر غور کرنا چاہیے۔

یہ تمام مثالیں ایت کے اصل فقہی مفہوم کو تبدیل نہیں کرتیں بلکہ عدل، امانت اور حقوق کی قرانی تعلیم کو جدید زندگی میں سمجھنے کے لیے تدبری مثالیں فراہم کرتی ہیں۔

"مطفف "سے" بارّ "تک سفر

سورۃ المطففین ہمیں دو مختلف انسانی کردار دکھاتی ہے۔

ایک کردار وہ ہے جو ہر وقت پوچھتا ہے:

مجھے کیا ملے گا؟

دوسرا کردار وہ ہے جو سوچتا ہے:

میں اللہ کی رضا کے لیے کیا دے سکتا ہوں؟

پہلا شخص اپنے حق کے لیے حساس ہے، مگر دوسروں کے حق کے لیے بے حس۔

دوسرا شخص اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کو اہمیت دیتا ہے۔

پہلا شخص دنیاوی ترازو میں اپنے فائدے کو بڑھانا چاہتا ہے۔

دوسرا شخص اخرت کے ترازو کو سامنے رکھ کر اپنے اعمال کو درست کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قران نے ایک طرف سجین اور دوسری طرف علیین کا ذکر کیا ہے۔

خلاصۃ البحث

سورۃ المطففین کا پیغام بظاہر ایک ترازو سے شروع ہوتا ہے، لیکن درحقیقت انسان کے پورے کردار تک پہنچتا ہے۔

قران ہمیں بازار کے ترازو میں خیانت سے روکتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے دل، اپنے کردار اور اپنے معاملات کے ترازو کو بھی دیکھنے کی دعوت دیتا ہے۔

کیا ہم اپنے لیے وہی معیار دوسروں کے لیے بھی رکھتے ہیں؟

کیا ہم اپنے حقوق کی طرح دوسروں کے حقوق کے بارے میں بھی حساس ہیں؟

کیا ہم اپنے لیے معافی چاہتے ہیں مگر دوسروں کو معاف کرنے کے لیے تیار نہیں؟

کیا ہم اپنے عیب کو چھپاتے اور دوسروں کے عیب تلاش کرتے ہیں؟

کیا ہم دوسروں سے امانت چاہتے ہیں مگر خود اپنے فرائض میں کوتاہی کرتے ہیں؟

یہ سوالات ہر انسان کو اپنے اندر جھانکنے پر مجبور کرتے ہیں۔

سورۃ المطففین کا بنیادی سبق یہی ہے کہ انصاف صرف ترازو کا معاملہ نہیں؛ یہ انسان کے کردار کا معاملہ ہے۔

مطفف وہ ہے جو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں اپنا حصہ مکمل چاہتا ہے لیکن دوسروں کے حقوق میں کمی کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ابرار وہ لوگ ہیں جو ایمان، تقویٰ، امانت، عدل، ایثار اور احسان کے ذریعے اپنے کردار کو بلند کرتے ہیں۔

اس لیے حقیقی کامیابی یہ نہیں کہ انسان دنیا کے ترازو میں اپنے لیے زیادہ حاصل کرلے؛ حقیقی کامیابی یہ ہے کہ وہ قیامت کے ترازو کے لیے اپنے اعمال کو درست کرلے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ناپ تول میں خیانت، حقوق العباد کی پامالی، خود غرضی اور دوہرے معیار سے محفوظ فرمائے، ہمیں عدل و احسان اختیار کرنے والا بنائے، اور ہمیں الابرار میں شامل فرمائے۔امین یا رب العالمین۔

نتائج البحث:

1. تطفیف کا صریح قرآنی مفہوم ناپ تول میں کمی اور لوگوں کے حقوق میں خیانت سے متعلق ہے۔
2. سورۃ المطففین میں تجارتی خیانت کو قیامت اور اخرت کی جواب دہی سے جوڑا گیا ہے۔
3. مطففین کا بنیادی اخلاقی وصف یہ ہے کہ وہ اپنے لیے مکمل حق چاہتے ہیں لیکن دوسروں کو حق دیتے وقت کمی کرتے ہیں۔
4. قران کریم نے ناپ تول میں عدل کو معاشرتی انصاف کے وسیع اصول کا حصہ بنایا ہے۔
5. سورۃ المطففین میں فجار اور ابرار کا تقابل اخلاقی بلندی اور پستی کی ایک جامع تصویر پیش کرتا ہے۔
6. برّ قران کریم کے مطابق محض صدقہ یا ایک محدود نیکی کا نام نہیں بلکہ ایمان، عبادت، ایثار، وفائے عہد، صبر اور اخلاقی ذمہ داریوں کا جامع تصور ہے۔
7. تطفیف کے صریح فقہی مفہوم کو انسانی زندگی کے ہر دوہرے معیار پر بلاواسطہ لاگو کرنا علمی احتیاط کے خلاف ہوگا، تاہم اس کے اخلاقی اصول سے جدید زندگی کے بہت سے معاملات میں رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔
8. حقوق العباد کی ادائیگی اسلامی اخلاقیات کا بنیادی حصہ ہے۔
9. عدل کے بعد قران انسان کو احسان کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے۔
10. انسانی معاشرے کی اصلاح صرف قوانین سے نہیں بلکہ اخرت کے یقین، تقویٰ، امانت اور خود احتسابی سے بھی وابستہ ہے۔

سفارشات

1. مدارس اور جامعات میں سورۃ المطففین کی تدریس کے دوران اس کے معاشی اور اخلاقی دونوں پہلوؤں کو واضح کیا جائے۔
2. تاجروں اور کاروباری افراد کے لیے اسلامی تجارتی اخلاقیات کی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔
3. خطباتِ جمعہ اور دینی مجالس میں حقوق العباد اور ناپ تول کی دیانت کو موضوع بنایا جائے۔
4. والدین بچوں کو صرف عبادات نہیں بلکہ معاملات میں سچائی اور امانت بھی سکھائیں۔
5. علمی دنیا میں حوالہ، نسبت اور تحقیق کی امانت کو بنیادی اخلاقی اصول بنایا جائے۔
6. ہر مسلمان کو اپنے روزمرہ معاملات میں خود احتسابی کی عادت پیدا کرنی چاہیے۔
7. معاشرے میں یہ شعور پیدا کیا جائے کہ کسی کا حق مارنا صرف دنیاوی معاملہ نہیں بلکہ اخرت کی جواب دہی کا مسئلہ بھی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1القران، المطففین:1-3

2 مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی بروز بدھ 15 رجب المرجب 1303ہجری مطابق 21 اپریل 1886ء دہلی میں پیدا ہوئی۔ چار سال کی عمر میں والد وفات پاگئے تو دادا مفتی محمد شاہ محمد مسعود نے کفالت فرمائی۔ دو سال بعد دادا محترم بھی وفات پاگئے، پھر چچا محترم مولانا عبد المجید نے کفالت شروع کی۔ اسی طرح شروع ہی سے مفتی صاحب کی زندگی میں سیرت نبوی ﷺ کی جھلک ظاہر ہوگئی۔ اپ بروز پیر 14 شعبان المعظم 1386ھ موافق 28 نومبر 1966ء دہلی میں وصال فرماگئے۔ اپ دہلی کی جامع مسجد فتح پوری کے صحن کی مشرقی جانب حضرت نوشاہ کے دربار کے احاطے میں مدفون ہیں۔ (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، علمی اور ادبی خدمات: ۶۵)

3 تفسیر مظہر القران، سورۃ المطففین 83:1، جلد:2، صفحہ:1839

4المطففین: 3.1

5امام نسائی، احمد بن شعیب بن علی، السنن الکبری للنسائی، مؤسسۃ الرسالۃ—بیروت، سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ، حدیث نمبر: 11590

6المطففین: 4-6

7ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، دار صادر—بیروت، مادہ: طفف، ج:5، ص:17

8القرطبیّ، ابو عبداللہ محمد بن احمد، تفسیر القرطبیّ، دار الکتب المصریۃ—القاہرۃ، تفسیر سورۃ المطففین، ج:19، ص:250

9 امام مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر:101، دار إحیاء التراث العربی-بیروت

10الاسراء: 35

11الانعام: 152

12الرحمٰن: 7-9

13المطففین: 7

14المطففین: 18

15البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، کتاب البیوع، رقم الحدیث: 2079

16 صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر: 101

17النساء: 58

18 البقرۃ: 228

19النحل: 90

20 صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2581

21 صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 13

22 الترمذی، محمد بن عیسی بن سَوْرۃ، سنن الترمذی، دار الغرب الإسلامی—بیروت، بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ، حدیث نمبر: 3334

23 تفسیر مظہر القران، سورۃ المطففین 83:7، جلد:2، صفحہ:1840